مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

سوسال پہلے۔ 23واں جلسہ سالانہ قادیان 1916ء

الفضل میں مطبوعہ رپورٹوں سے جلسہ کی بھرپور جھلکیاں

دور خلافت ثانیہ کا تیسرا جلسہ سالانہ 26 تا 28 دسمبر 1916ء بیت نور قادیان منعقد ہوا۔

26 دسمبر 1916ء

جلسہ کی کارروائی 26 دسمبر 1916ء کی صبح کو بوقت 9 بجے بیت نور میں شروع ہوئی۔ جہاں گیلریوں کے ذریعہ سامعین کے بیٹھنے کے لئے بہت عمدہ انتظام کیا تھا۔ قبل از دوپہر کے اجلاس کے لئے جناب مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری صدر جلسہ تجویز ہوئے اور حافظ عبیداللہ صاحب وزیرآبادی کی تلاوت قرآن کریم اور جناب قاسم علی صاحب کی نظم خوانی کے بعد حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اپنی شاندار تقریر حسب پروگرام ''مسائل مختلفہ مابین احمدیان و غیراحمدیان'' پر شروع فرمائی۔

دعا کے بعد جلسہ نماز ظہر وعصر کے لئے برخاست ہوا۔ نمازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اقتداء میں پڑھی گئیں۔

پونے دو بجے ظہر عصر کی نمازیں جمع ہوئیں دو 2بج کر 35 منٹ پر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی پہلے تین ریزولیشنز پاس کئے گئے۔ 3 بجے سہ پہر حضرت سید محمد اسحٰق صاحب فاضل نے ''غیرمبائعین سے اختلاف'' کے موضوع پر تقریر کی۔

مغرب سے قبل کارروائی ختم ہوئی اور جلسہ برخاست کیا گیا۔

27 دسمبر 1916ء

اس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تشریف آوری سے قبل کارروائی کے شروع کرنے کی غرض سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی تحریک اور حاضرین جلسہ کی تائید سے جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل چیف کورٹ حیدرآباد دکن صدر جلسہ مقرر ہوئے۔ حافظ جمال احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور منشی قاسم علی خان صاحب رامپوری المتخلص بہ قادیانی نے خوش الحانی سے کچھ نظمیں پڑھیں۔ آپ کے بعد محمد عظیم صاحب منظور بن مولوی دلپذیر صاحب بھیروی مشہور پنجابی شاعر جن کی تالیفات خاص طور پر غیراحمدیوں میں شہرت رکھتی ہیں نے ایک اُردو نظم نبی کریم ﷺ کی نعت میں پڑھی اگرچہ آپ کی مادری زبان پنجابی ہے۔ لیکن آپ کی اردو نظم مضمون کے لحاظ سے خاصی عمدہ تھی۔ میاں محمد عظیم صاحب منظور کے بعد اکثر دوستوں نے فرمائش کی کہ منشی قاسم علی خان صاحب رامپوری اپنی ہندی نظم جو آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود کی مدح میں تصنیف فرمائی ہے پڑھیں چنانچہ منشی صاحب نے اس نظم کو پڑھا اور احباب کی مکرر خواہش پر آپ نے وہ مشہور ومقبول غزل مولوی علی احمد صاحب حقانی کی جس کو نہایت قابلیت سے منظوم کیا گیا ہے۔

آپ کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر الصادق نے اپنے سفر پنجاب کے حالات مختصر طور پر سنائے جو آپ کو 1916ء میں اکثر پیش آتے رہے۔ آپ کے بعد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اکثر دوستوں کی خواہش پر کھڑے ہوئے اور آپ نے بھی اسی سفر کے بعض حالات بیان کئے۔ گیارہ بجے سیدنا اولوالعزم تشریف لے آئے۔

حضور کے رونق افروز ہونے پر جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری نے غیرمبائع ممبران انجمن احمدیہ کے اخراج کا ریزولیشن پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جنہوں نے سلسلہ کو پاش پاش کردینا چاہا اور جنہوں نے ظاہر کیا کہ صدرانجمن احمدیہ ٹوٹ گئی ہے اور جنہوں نے آج تک کہ اس اختلاف پر پونے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ ایک پیسہ تک چندہ نہیں دیا اور یہی نہیں کہ خود نہیں دیا بلکہ اور لوگوں کو بھی اس میں چندہ دینے سے روکا اور اپنی وصایا کو جو بحق صدرانجمن احمدیہ تھیں منسوخ کردیں۔ ان کو صدرانجمن کی ممبری سے خارج کردیا جائے اس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تمام حرکات ناشائستہ سے اس امید پر چشم پوشی فرمائی ہے کہ ممکن ہے وہ اپنے رویہ میں اصلاح کرلیں لیکن وہ بجائے اصلاح کرنے کے دن بدن زیادہ زور سے اس انجمن کی تخریب کے درپے ہورہے ہیں۔ اس لئے میں بڑے زور سے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر محمد حسین صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب اور مولوی غلام حسن صاحب کو صدرانجمن احمدیہ کی ممبری سے خارج کیا جائے۔ خان صاحب کی اس تقریر پر تمام حاضرین جلسہ نے متفق اللفظ ہوکر کہا کہ بے شک بے شک ان لوگوں کو انجمن سے اب خارج کردینا چاہیے۔ اس کے متعلق ہرایک مقام کی جماعت احمدیہ کے سیکرٹری صاحبان نے اپنی جماعت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے اپنی دلکش نظم پڑھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر

تقریباً بارہ بجے سیدنا حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح الثانی نے سورۃ عنکبوت کی چند ابتدائی آیات تلاوت فرما کر اپنی تقریر شروع فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ میں اصل تقریر شروع کروں چند باتیں آپ لوگوں سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

یہ کہ پچھلے سال میں نے کچھ وعدے آپ لوگوں سے کئے تھے لیکن وہ پورے نہیں ہوسکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سال قادیان میں سخت بخار رہا ہے اور مجھے رؤیاء میں بتایا گیا تھا کہ ایک سخت بخار قادیان میں آئے گا چنانچہ یہاں کے رہنے والوں میں سے قریباً تمام کے تمام بخار میں مبتلا رہے اور اس شدت سے بخار رہا کہ اگر کسی گھر میں آٹھ آدمی تھے تو آٹھ ہی بیمار تھے۔ اس لئے وہ لوگ جو کام کرنے والے تھے۔ وہ بھی اکثر حصہ سال کا بیمار رہے ہیں اور کام نہیں کرسکے۔ اب آئندہ سال انشاء اللہ تعالیٰ تمام وعدے پورے ہوسکیں گے۔

دوسرے ایک تازہ شور مولوی محمد احسن صاحب کے رسالہ اور اشتہارات کا ہے۔ مولوی صاحب اپنے تازہ اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ''مجھے اس وقت تک علم نہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب کے عقائد میں کوئی فساد واقع ہوچکا ہے۔ اس لیے میں خود اس بات کا مجوز تھا کہ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ مقرر کیا جاوے'' مولوی محمد احسن کا پھرنا بھی میری صداقت کی دلیل ہے۔ حضرت صاحب ابھی زندہ تھے کہ میرے چھوٹے بھائی مرزا شریف احمد نے جو کہ اس وقت آٹھ نو برس کے تھے۔ ایک رؤیا دیکھی کہ بازار میں ایک شخص محمد احسن کی قبر ہے۔ حضرت صاحب نے یہ رؤیا سن کر فرمایا کہ یہ شخص مرتد ہو جائے گا۔ اسی طرح ابھی جبکہ مولوی محمد احسن امروہہ میں ہی تھے اور مجھے فضل عمر لکھ کر خط بھیجتے تھے کہ مجھ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ ان کے بیٹے کا خط آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے مولوی صاحب مرگئے۔ چنانچہ عصر کے وقت وہ رؤیا میں نے لوگوں کو سنادی اور اس وقت بہت سے لوگ موجود تھے جو اس وقت بھی ہوں گے اور میں نے یہ بھی بتادیا تھا کہ میرا خیال ہے کہ مولوی صاحب پھر جائیں گے۔ چنانچہ اب انہوں نے اس بات کا اعلان کردیا ہے۔ مجھ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا اور لوگوں کو میری طرف جھکا دیا اور وہ لوگ جو مجھ سے دور تھے ان کو میرے نزدیک کردیا۔ قرآن کریم کی آیت ہے ...... (الانبیاء: 45) کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کے کنارے سے کاٹتے آئے ہیں اب بھی لوگ سچے ہیں جبکہ ہر طرف سے لوگ ہماری طرف آرہے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے اپنے اعتقادات متعلق حضرت مسیح موعود کے درجہ، مسئلہ کفر اور غیراحمدی کے جنازہ کے متعلق بیان فرمائے نیز غیراحمدیوں کو لڑکی دینے کے متعلق بھی مختصراً فرمایا اس تقریر کے خاتمہ پر حضور نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں اور وہ ضروری ہے وہ یہ ہے جس شخص کو کوئی شک کسی مسئلہ میں پیدا ہو وہ اس شک کے دور کرنے کی بہت جلدی کوشش کرے اور مجھ سے پوچھے خط کے ذریعہ یا خود یہاں آکر یا اگر میں ضرورت سمجھوں تو ایسے لوگوں کے لیے یہاں سے آدمی روانہ کرسکتا ہوں۔ بعض لوگ اپنے شکوک کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ شک زہر ہے۔ اگر فوراً اس کا علاج نہ کیا جائے تو آخر کار ہلاکت کا موجب ہوتا ہے پس آپ لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ ایمان کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کی پرواہ نہ کی جائے اور اس کو یونہی ضائع ہو جانے دیا جائے۔ کسی کا شعر ہے ؎

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے

لیکن ایمان ایسی چیز نہیں کہ ایک دفعہ کھوکر پھر اس کو سستے داموں خرید لیا جائے۔ پس اپنے ایمان کی ہر ایک فکر کرے اور جب شکوک پیدا ہوں اور اپنے ہی شکوک دور کرنے کی کوشش کریں۔ حضور کی اس تقریر کے بعد نماز ظہر اور عصر کے لئے سوا ایک بجے جلسہ برخاست ہوا۔

27 دسمبر کو دوسرا اجلاس بعد از نماز عصر اڑھائی بجے شروع ہوا اور پہلے چند نکاح ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تقریر شروع کرنے سے قبل فرمایا کہ مجھے ایک غیراحمدی نے ایک سوال لکھ کر دیا۔ جس کا میں اس وقت ان کو مختصر جواب دوں گا۔ کیونکہ مجھ کو ابھی تقریر کرنی ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پونے تین بجے اپنی تقریر شروع فرمائی جس کا عنوان تھا۔ ''احمدیہ جماعت کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں'' سیدنا حضرت اولوالعزم کی تقریر ایک بحر مواج تھا کہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور معانی کا ایک سمندر تھا کہ جس کی لہریں ہر پہاڑ کی طرف بہہ رہی تھی حاضرین پر ایک محویت کا عالم طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے روئے انور سے انوار کی تاریں نکل رہی ہیں اور ہر ایک تار حاضرین جلسہ کے قلوب میں گھستی چلی جارہی ہے اور ایک برقی رو ہے جس سے اثر پذیر ہوئے بغیر کوئی شخص نہیں رہ سکتا۔ غرض حضور کی تقریر میں وہ جوش وہ روانی اور معانی کا ہجوم تھا گویا حاضرین جلسہ مسحور ہوئے بیٹھے تھے۔ اس کے بعد حضور نے بلند آواز سے دعا فرمائی جو بجائے خود ایک معجزہ تھی۔ پھر فرمایا کہ میں اب بیٹھ کر دعا کرتا ہوں آپ لوگ آمین کہیں۔ حضور کے بیٹھنے کے بعد ایک صاحب نے کھڑے ہوکر کہا کہ حضور کی صحت درازی عمر کے لئے بھی دعا کی جائے۔ چنانچہ سب نے مل کر دعا کی اور اس کے بعد پونے چھ بجے جلسہ برخاست ہوا۔

28 دسمبر 1916ء

اس تاریخ کو قبل از دوپہر کے اجلاس کے لئے بہ تحریک شیخ یعقوب علی صاحب مولوی اختر علی صاحب بھاگلپوری ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مونگیر پریذیڈنٹ مقرر ہوئے اور تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ''صداقت وسیرت مسیح موعود پر کچھ باتیں بیان فرمائیں۔ آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ہر زمانہ میں شہادت موجود ہے اس وقت سب سے بڑی دلیل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا وجود باجود ہے۔ پچھلے دنوں پروفیسر مارگولیتھ لندن کے مشہور مصنف قادیان کی سیر کے لیے آئے اور حضرت صاحب سے کچھ باتیں ہوئیں سب سے زیادہ جس بات نے میرے دل پر اثر کیا وہ یہ تھی کہ جب معجزات قرآنی کا ذکر کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ہاں اب بھی وہ معجزات دکھائے جاسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی سیرت کے متعلق بہت سی باتیں ہیں مگر چند ایک عرض کرتا ہوں۔

حضرت کے اخلاق نہایت وسیع تھے۔ جس وقت سیر کو جاتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں عصا ہوتا۔ چونکہ ہر ایک شخص یہی چاہتا کہ میں آپ کے زیادہ قریب رہوں۔ اس لیے بعض اوقات کسی کا پاؤں آپ کے عصا پر جا پڑتا اور عصا آپ کے ہاتھ

سے گر جاتا آپ آگے چلے جاتے اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھتے تا کہ اس شخص کو شرمندہ نہ ہونا پڑے جس کے پاؤں سے عصا گرا ہے۔

سادگی طبیعت میں اس قدر تھی کہ اگر کوئی راستہ میں عرض کرتا کہ حضور مجھ کو کچھ علیحدہ میں بات کرنی ہے تو آپ دوستوں کو فرماتے کہ آپ یہاں ٹھہریں اور ان کو ساتھ لے کر پاس کے کھیت میں بیٹھ جاتے۔ گھر میں جہاں آپ کی نشست ہوتی وہاں کوئی خاص قسم کا فرش نہ ہوتا تھا نہ کوئی مسند بچھائی جاتی تھی بلکہ آپ بھی اسی طرح جس طرح اور دوست بیٹھے ہوتے بیٹھ جاتے۔ آپ کا لباس یہ ہوتا تھا۔ عمامہ اور اس کے اندر ٹوپی کوٹ پاجامہ جراب جوتا دیسی پہنتے۔ آپ ہر ایک کام کے لیے اسباب مہیا کرتے۔ مگر ان پر قطعاً بھروسہ نہ کرتے تھے۔ حضرت کی تصانیف اس طرح ہوتی تھیں کہ کسی اہم امر کے متعلق ذکر آیا آپ نے فرمایا کہ ہم اشتہار لکھیں گے۔ اشتہار لکھنے لگے۔ تو رسالہ ہوگیا اور رسالہ سے کتاب بن گئی۔ پھر یہ کام شروع ہی ہوتا کہ کوئی اور زیادہ اہم کام آجاتا۔ آپ پہلے کام کو چھوڑ کر اس کو کرنا شروع کر دیتے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی نورالدین صاحب بیمار ہوئے۔ آپ نے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کئی دوائیں پلائیں۔ ایک دوست نے عرض کی کہ حضور طب کی رو سے یہ ٹھیک نہیں۔ فرمایا میاں فائدہ تو خدا تعالیٰ نے دینا ہے۔ اگر ایک ہی دوا دیں اور مرض دُور ہو جائے۔ تو لوگ سمجھیں کہ اس دوائی کا اثر ہوا ہے اور خدا کے فضل کو بھول جائیں گے۔

آپ میں کبھی انداز حکومت نہیں پایا گیا۔ ہاں ان باتوں میں جو الہام الٰہی کے ماتحت ہوتیں۔ اس میں کسی کی پرواہ نہ کرتے۔ ایک مولوی صاحب آئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آپ کی تحریرات کو دیکھ کر تو لوگ آپ کو مجدد تسلیم کر رہے ہیں۔ اگر آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تو تمام لوگ آپ کے مرید ہو جاتے۔ فرمایا۔ مولوی صاحب! اگر یہ کام منصوبہ سے ہوتا۔ تو میں ضرور آپ کے مشورہ پر عمل کرتا۔ لیکن اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ شروع میں حضرت صاحب دس شرائط پر بیعت لیتے۔ لیکن بعد میں آپ نے ان کا خلاصہ کرلیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ آپ دوستوں کو بہت دنوں تک اپنے پاس رہنے پر زور دیتے۔ مجھ کو ایک صوفی صاحب ملے اور کہنے لگے کہ تم نے مرزا صاحب کو مان کر کیا لیا۔ میں نے کہا کہ آپ ہی بتائیں کہ اہل اللہ سے کیا ملنا چاہیے۔ انہوں نے کہا (1) دنیا سے محبت سرد ہو جائے (2) سچی خوابیں آئیں۔ لیکن اس کے لیے مشقت بہت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ دونوں بلا مشقت مرزا صاحب کی وجہ سے میسر ہیں۔ آپ لوگوں میں مختصر نماز پڑھتے مگر گھر میں بہت لمبی پڑھتے۔

مفتی صاحب نے مختصر طور پر اپنی تقریر کو ختم کیا۔ آپ کے بعد چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے نے ''انجمن ترقی دین'' کی رپورٹ پڑھی اور اس کی اہمیت اور ان کاموں کی جو اس کے ماتحت انجام پارہے ہیں تفصیل بیان کی۔ اس کی آمد وخرچ کا حساب بتلایا اور ظاہر کیا کہ اس انجمن کے ماتحت اشاعت دین حق دیگر ممالک میں ہو رہی ہے۔ ابتدائی مدارس قائم کئے گئے ہیں۔ خط وکتابت جاری ہے۔ ترجمۃ القرآن انگریزی و اُردو اس کے صرف سپارے ہو رہے ہیں بعض طلباء کو وظیفہ دے کر دعوت الی اللہ کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ یہ انجمن کتب شائع کرتی ہے اور جس جگہ ضرورت ہو قیمتاً خرید کر اور مفت کتب بھیجتی ہے۔ اس کے ماتحت ملک میں بعض فوری ضرورتوں کے لیے وفد بھیجے جاتے ہیں۔

رپورٹ کے بعد جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے صدر انجمن کی یکم اکتوبر 1915ء سے ستمبر 1916ء تک کی رپورٹ پڑھی اور اس سال کی آمد 4-4-65516 روپے اور خرچ 61650 روپے بتایا۔ جناب سیکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ان انجمنوں کے سالانہ چندہ کی تفصیل بھی بتائی۔ جو صدر انجمن احمدیہ کی بیرونی شاخیں ہیں۔ ایک ہزار سے زائد سالانہ چندہ جن انجمنوں نے سال زیر رپورٹ میں دیا۔ ان کی تعداد پانچ تھی۔ ان میں سے اول نمبر پر سیالکوٹ دوسرے نمبر پر قادیان اور فیروز پور۔ لاہور شملہ کا علی الترتیب چوتھا اور پانچواں نمبر تھا۔ ایک ہزار سے کم اور پانچ سو سے زائد چندہ دینے والی انجمنوں کی تعداد صرف چار تھی۔ یعنی گوجرانوالہ۔ حیدر آباد۔ مردان اور چک نمبر 98 سرگودھا۔ ان کے علاوہ باقی سب انجمنوں کا چندہ بھی سنایا گیا۔

بعد از نماز ظہر وعصر حضرت خلیفۃ المسیح نے چند نکاح پڑھائے اور پونے چار بجے اپنی تقریر ''ذکر الٰہی'' کے متعلق شروع فرمائی۔ یہ تقریر اپنے اندر جس قدر جامعیت رکھتی ہے۔ اس کا احاطہ حد امکان سے باہر ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ حضور نے فرمایا: اس کی مختلف قسمیں تھیں۔ (1) ذکر الٰہی سے کیا مراد ہے۔ (2) اس کی ضرورت کیا ہے۔ (3) اس کی قسمیں کتنی ہیں (4) ذکر الٰہی میں کیا کیا احتیاطیں ضروری ہیں۔ (5) اس کے سمجھنے میں لوگوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔ (6) شیطان کے دور کرنے کا کیا طریق ہے۔ (7) ذکر کے قائم کرنے کا کیا طریق ہے۔ (8) ذکر کے فوائد کیا ہیں (9) اس کے ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ نماز میں توجہ کے کیا طریق ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کئی وجوہ سے ہماری جماعت میں ذکر الٰہی کی کمی ہے لیکن دُعائیں خوب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ چار ذکر ہیں (1) نماز (2) قرآن کریم کی تلاوت (3) اللہ کی صفات کا تکرار سے بیان واقرار کرنا اور اس کی تفصیل زبان سے بیان کرنا (4) جس طرح الگ طور پر صفات باری تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں میں بھی ان کا ذکر کرنا۔ پھر آپ نے ان چاروں ذکروں کا قرآن کریم سے ثبوت دیا اور طریق ذکر تین بتائے ہیں۔

اوقات ذکر حضور نے قرآن کریم کی رُو سے تین بتلائے۔ پھر نماز کے بڑے ذکر ہونے کا قرآن کریم سے ثبوت دیا۔ پھر حضور نے نوافل کے متعلق فرمایا اور ان کی اقسام کا ذکر کیا بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ تہجد کے لئے اٹھا نہیں جاتا۔ حضور نے تیرہ طریق بیان فرمائے۔ جس میں سے ہر ایک پر عمل کرنے سے انسان تہجد کے لیے بیدار ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی اس کی حکمت بھی بیان فرمائی۔ عام طور پر ایک بہت بڑا سوال پیش کیا جاتا ہے کہ نماز میں توجہ کیسے قائم ہو۔ اس کے لیے حضور نے بائیس طریق بتلائے۔ جس میں سے ہر ایک حکمت کا دریا تھا۔ پھر ذکر کے بارہ فوائد بیان فرمائے۔

حضور کی یہ تقریر کم وبیش ساڑھے پانچ گھنٹے تک رہی اور 9 بجے رات کو ختم ہوئی۔ اثنائے تقریر میں احباب سے پوچھ لیتے تھے کہ آپ لوگ تھکے تو نہیں۔ ہر طرف سے آواز آئی کہ حضور ہم نہیں تھکے۔ حضور ہمیں چاہے ساری رات بٹھائے رکھیں اور اپنی تقریر ختم نہ کریں۔ یہ ایک قدرتی کشش تھی اور جس کی طرف خدا چاہتا ہے۔ دنیا کو جھکاتا ہے۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ حضرت نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھائی۔

29 دسمبر 1916ء

26-27-28 دسمبر کے اجلاس بیت نور کے وسیع صحن میں ہوئے۔ جو باوجود چاروں طرف دس دس فٹ زمین اور ملا کر گیلریاں بنانے کے تنگ ثابت ہوا اور اس تنگی کو محسوس کر کے حضرت اوالعزم نے فرمایا: بیت پر سیڑھی لگادی جائے تاکہ لوگ چھت پر بیٹھ کر لیکچر سنیں۔ لیکن اس انتظام کے باوجود بھی انبوہ خلائق کے لیے جگہ ناکافی ثابت ہوئی۔ 28 دسمبر کے بعد احباب حضرت سے رخصت ہو کر واپس جانے شروع ہوگئے۔ 29 تاریخ اگرچہ پروگرام جلسہ میں داخل نہ تھی تاہم اس دن بھی جلسہ کی کاروائی جاری رہی اور اس خیال سے کہ اکثر احباب چلے گئے ہیں۔ بیت اقصیٰ ہی جلسہ گاہ قرار پائی۔ اگرچہ یہ بیت پہلے کی نسبت ہر طرح سے وسیع کی گئی کنوئیں کو پاٹ دیا گیا اور تمام صحن میں فرش کر دیا گیا ہے۔ تاہم باوجود احباب کے کثیر حصہ کے واپس چلے جانے اور اس وسعت کے بیت اقصیٰ میں حاضرین جلسہ سما نہیں سکتے تھے۔

قبل از دوپہر کے اجلاس میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کی تحریک اور احباب کی تائید سے خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب رام پوری صدر جلسہ ہوئے اور کاروائی جلسہ شروع ہوئی۔ حافظ ملک محمد صاحب پٹیالوی کی تلاوت قرآن کریم کے بعد منشی سراج الدین صاحب احمدی بریلوی سوداگر چرم کے دو صاحبزادوں نے جن کی عمر دس اور بارہ سال کے قریب قریب تھی۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ حفظ شدہ سنایا۔ منشی صاحب کا ارادہ ہے کہ جوں جوں ترجمہ شائع ہوتا جائے۔ ان بچوں کو حفظ کراتے رہیں۔ اس کے بعد ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے کچھ سوالات جو مولوی محمد احسن صاحب پر کئے گئے ہیں۔ حاضرین کو پڑھ کر سنائے۔ پھر ایک صاحب ذوالفقار حسین نے اپنا مضمون اختلافات بائبل پڑھ کر سنانا شروع کیا۔ لیکن ابھی وہ ختم نہیں کر چکا تھا کہ گیارہ بجے حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال تشریف لے آئے۔ اس وقت جلسہ کی اصل کاروائی شروع ہوئی اس سے قبل جو کچھ ہوتا رہا۔ وہ چوہدری صاحب موصوف کی انتظار کی گھڑیوں کے کاٹنے کے لیے تھا۔ منشی سراج الدین صاحب بریلوی نے ایک غزل حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر افتتاح کیا۔

چوہدری صاحب موصوف نے ''ولایت میں اشاعت حق'' کے موضوع پر تقریر کی۔

چوہدری صاحب کی تقریر ختم ہونے پر حضرت ذوالفقار علی خان صاحب کھڑے ہوئے اور مؤثر و شاندار الفاظ میں دعوت الی اللہ پر توجہ دلائی۔ جس پر خاص اس غرض کے لیے کچھ چندہ بھی ہوگیا۔

آپ کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب کھڑے ہوئے اور سیرت مسیح موعود کے متعلق چند باتیں بیان فرمائیں۔ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ حضور اپنی نشست گاہ میں پنکھا لگوالیں۔ آپ کو آرام ہوگا۔ فرمایا۔ مولوی صاحب ٹھنڈی ہوا سے نیند آئے گی اور میں سو جاؤں گا تو خدمت دین کون کرے گا۔

چونکہ نماز کا وقت قریب آگیا تھا۔ اس لئے جلسہ برخواست ہوا اور احباب نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے بیت نور میں جانے شروع ہوگئے۔ ڈیڑھ بجے تک احباب بیت اقصیٰ میں اپنی اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے پونے دو بجے اعلان ہوا کہ جمعہ بیت نور میں ہوگا لوگ دوڑے وہاں پہنچے جہاں 2 بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سورۃ العصر پر مختصر خطبہ پڑھا۔ پونے تین بجے کے قریب لوگ رخصت ہوئے۔ بعد از نماز جمعہ جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی تقریر پنجابی میں شروع ہوگئی۔

مولوی صاحب کی تقریر دعا پر ختم ہوئی۔ نماز عصر مولانا حافظ روشن علی صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی حافظ صاحب موصوف نے جلسہ کے خاتمہ کی تقریر سورۃ والناس پر بیان فرمائی۔

جلسہ سالانہ کی عمومی کیفیت

جلسہ سالانہ کے مختصر کوائف کے مطابق عمومی دوہزار تین سو مہمان کی خوراک قادیان میں اور دوہزار دوسو کی دارالعلوم میں 27 دسمبر کو تقسیم ہوئی اور خواتین کا شمار چار سو اور پانچ سو کے درمیان تھا۔ جلسہ میں حاضری پانچ ہزار سے کم نہ تھی۔ سب تقاریر میں حاضری ساڑھے پانچ ہزار کے قریب تھی۔ بیت نور کا صحن اس کے اردگرد کی گیلریاں۔ بیت نور کی چھت اس کے اندر سب بھر جاتا پھر بھی لوگ باہر رہ جائے۔ کھانے و رہائش کا انتظام عمدہ تھا۔ صاحبزادگان نے خوب کام کیا۔ باہر ماسٹر محمد الدین صاحب اور چوہدری غلام محمد صاحب تھے۔

(الفضل قادیان 30 دسمبر 1916ء یکم تا 9 جنوری 1917ء)

مستورات کا اجلاس

اس سال جلسہ سالانہ پر آنے والی خواتین کے لئے اعلان کیا گیا کہ جیسا کہ انتظام چلا آتا ہے اس سال بھی مستورات حضرت اماں جان اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے گھر ٹھہرائی جائیں گی۔ تاکہ مستورات کو اجتماعی فوائد کے علاوہ حضرت اماں جان اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے اہل خانہ کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع بھی حاصل رہے۔

26 دسمبر کو پنجابی زبان میں ایک تقریر ہوئی۔

27 دسمبر کو حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کا وعظ خواتین میں ہوا۔ مستورات میں 29 دسمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر ہوئی۔

(بحوالہ الحراب 1991ء ص 53)

مکرم محمد شفیع خان صاحب ایڈووکیٹ

قرآن رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور خیر و برکت کا منبع ہے

قرآن مجید فرقان حمید خالق کائنات رب العزت کا پاک کلام ہے جس کا ہر حرف، ہر لفظ اور زیر زبر پیش و جزم سبھی نور خداوندی سے معطر و منور ہیں۔ اس کا پڑھنا۔ سمجھنا۔ سننا اور اس پر عمل کرنا موجب خیر و برکت اور ذریعہ نجات ہے۔ قرآن کریم اس وحدہ لاشریک رب العالمین مالک کل کا کلام ہے جو تمام علوم و فنون کا احسن الخالقین ہے۔ خدائے ذوالجلال والاکرام کا کلام ہر قسم کے معارف الٰہیہ سے پُر دین و دنیا کے جملہ علوم و فنون پر حرف آخر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ شانہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کا فصیح و بلیغ کلام بھی نورالسمٰوٰت والارض ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اس کا کلام بھی انسانوں کے لئے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے کلمات اتنے ہیں کہ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور اس کے علاوہ سات سمندر بھی اس کی مدد کریں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ قرآن کریم فرقان حمید اس مالک حقیقی رب العزت کا کلام ہے جس کے کلمات کا احاطہ ممکن نہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس کے فصیح و بلیغ کلام کا احاطہ کیا جا سکے جو صفات الٰہیہ کا مظہر ہے جس کی عظمت۔ رفعت۔ معرفت کی کوئی انتہا نہیں کوئی ذرہ بھی اس سے باہر نہیں۔

قرآن کریم دین و دنیا کے لئے نہ صرف مکمل ضابطہ حیات ہے بلکہ یہ بعد از ممات یوم الدین اور جنت سب کے لئے نور خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک مقرب نے درست فرمایا کہ جو زمین پر قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمانوں پر عزت دیئے جائیں گئے۔

جو لوگ قرآن کریم سے محبت اور احترام کے جذبے سے احکامات خداوندی پر عمل پیرا ہو کر قرآنی احکامات و علوم کو عزت دیں گے وہ قیامت کے روز قرآن کریم کے نور کے سائے تلے امن میں ہوں گے نہ انہیں کوئی ڈر و فکر ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جنت کے لوگ جنہوں نے مادی دنیا میں قرآن کریم کو عزت دی اب وہ قرآنی فیوض و برکات کے طفیل جنت میں ہوں گے ان کے دل قرآن کریم کے نور سے منور ہوں گے۔ وہ اس کی تلاوت کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے سر بسجود ہو کر اس کا شکر ادا کریں گے کہ اس پاک کلام میں جن نعمتوں کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ انہیں عطا کر دی گئی ہیں۔

قرآن کریم عبادات کا محور و مرکز ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہ السلام اجمعین کو رب العزت نے جو دعائیں سکھائی ہیں اس میں مرقوم ہیں۔ جب انبیاء علیہ السلام نے وہ دعائیں اپنے محبوب اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور عرض کی تو پروردگار نے ان پر رحم فرمایا اور ان کے دکھ دور کر دیئے۔

قرآن کریم انسانوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دکھ دور کر دیتا ہے جب وہ اسے پکارتے ہیں۔ قرآن کریم جو ہر عبادت کا ماخذ ہے۔ ہر دکھ کا علاج ہے۔ ہر مرض کا علاج ہے و اذا مرضت فھو یشفین ازل سے ابد تک کے تمام مسائل، وسائل اور فضائل کا ادراک اور حل اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو نورٌ علیٰ نور ہے۔ اے انسانو اس کے فیض و برکات سے استفادہ کر کے دیکھو یہ تمام دنیا کے لئے کیمیا ہے۔ خیر و برکت سکون اور امن و آشتی کا گہوارہ ہے۔

اطمینان قلب اللہ تعالی کے ذکر سے ہی ممکن ہے۔ ذکر سے مراد قرآن کریم کے احکامات پر مکمل عمل اس میں دی گئی دعاؤں کا کثرت سے ورد اور روزانہ بلا ناغہ قرآن کریم کی تلاوت شامل ہیں۔ دوران ادائیگی نماز۔ نوافل و تہجد سجدوں میں نیز دوران تلاوت جہاں رک کر سجدہ بجا لانے کا حکم ہے وہاں بھی سجدہ میں گر کر رب العزت کے حضور ایسی گریہ و زاری اور تڑپ کے ساتھ دعائیں کریں گویا آپ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں خاک بسر ہیں اور اس کی کبریائی اور جلال کے خوف سے کانپ رہے ہیں انشاء اللہ، اللہ تعالی آپ کو اطمینان قلب سے نوازے گا۔

غزل

ہم سدا سے آپ کے اے مہرباں ہیں آپ کے
ہم رہیں گے عمر بھر ہر اک زماں ہیں آپ کے

رہرو خیال میں ہیں جابجا بچھے ہوئے
خوشبوؤں سے مشک بار بوستاں ہیں آپ کے

زیب و زینت چمن بہ ہر مقام آپ سے
گلشن حیات میں یہ سب نشاں ہیں آپ کے

دل، دماغ اور آنکھ روح کی اتھاہ تک
قریۂ وجود میں یہ ہم زباں ہیں آپ کے

زاغ چپ، زغن بھی چپ مگر ہر ایک ڈال پر
جو چہک رہے ہیں باغ میں وہ طوطیاں ہیں آپ کے

دشت ہوں کہ شہر ہوں عَـــلَـــم بلند آپ کا
کھل رہے ہیں پانیوں میں بادباں ہیں آپ کے

ایک بار مسکرا کے اس طرف بھی دیکھئے
جاں بدست منتظر یہ عاشقاں ہیں آپ کے

عبدالکریم خالد

غزل

تو نے دیکھا ہے کبھی ایک نظر شام کے بعد
کتنے چُپ چاپ سے لگتے ہیں شجر شام کے بعد

اتنے چُپ چاپ کہ رستے بھی رہیں گے لا علم
چھوڑ جائیں گے کسی روز نگر شام کے بعد

شام سے پہلے وہ مست اپنی اُڑانوں میں رہا
جس کے ہاتھوں میں تھے ٹوٹے ہوئے پَر شام کے بعد

تو ہے سورج تجھے معلوم کہاں رات کا دکھ
تو کسی روز مرے گھر میں اُتر شام کے بعد

لوٹ آئے نہ کسی روز وہ آوارہ مزاج
کھول رکھتے ہیں اسی آس پہ در شام کے بعد

فرحت عباس شاہ